

نصیحت، تادیب اور تعزیر

خواتین کے حقوق کے حوالے سے پنجاب اسمبلی میں منظور ہونے والے بل پر جس بحث کا آغاز ہوا وہ اسلامی نظریاتی کوسل کے مجوزہ بل سے ہوتی ہوئی ہمارے اخبارات کے کالموں اور بر قی ذرائع ابلاغ کے چینلوں پر خواتین پر تشدد تک آگئی۔ کئی کالم ٹکارا اور وزیر قانون پنجاب حدیں پا کر گئے۔ مولا ناسیم ابوالاعلیٰ مودودی نے خواتین کے حقوق پر مکمل کتاب حقوق الزوجین لکھی ہے جو آج بھی حسب حال ہے۔ اس کا ایک مختصر حصہ جو خاص اس پہلو سے متعلق ہے جو کچھ زیادہ ہی موضوع بناء ہوا ہے، پیش کیا جا رہا ہے۔ جو مسئلے کے ہر پہلو سے تفصیل سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں، اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔ (ادارہ)

اگر عورت اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرے یا اس کے حقوق میں سے کسی حق کو محفوظ رکھے تو ایسی صورت میں مرد پر لازم ہے کہ پہلے اس کو نصیحت کرے، نہ مانے تو اس کو اختیار ہے کہ اپنے بر تاؤ میں حسب ضرورت اس کے ساتھ سختی کرے، اور اگر اس پر بھی نہ مانے تو وہ اس کو مار سکتا ہے، یہاں تک کہ وہ اس کی اطاعت کرنے لگے:

وَاللَّذِي تَنَافَعُوْرْ نُشُوزٌ لَهُوْرْ فَعِنْلُوْهُرْ وَ الْجَبْرُوْهُرْ فِدَ الْمَسَاجِعِ
وَاضْرِبُوْهُرْ فَلِنْ أَطَقْنَمُكْ فَلَأَ تَبْغُفُنَا عَلَيْهِرْ سِينِلَّ (النساء ۳۲:۳)

اور جن عورتوں سے تم نشوز دیکھو ان کو نصیحت کرو اور بستروں پر ان کو چھوڑ دو اور ان کو مارو۔ اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو پھر ان پر سختی کرنے کا کوئی طریقہ نہ ڈھونڈو۔

اس آیت میں **الْجَبْرُوْهُرْ فِدَ الْمَسَاجِعِ** (یعنی بستروں پر ان کو چھوڑ دو) فرمایا کر سزا کے طور پر ترکِ مباشرت کی اجازت دی گئی ہے۔ مگر آیتِ ایلاء (البقرہ ۲۲۷:۲) نے اس کے

۱۔ نشوز کے معنی ارتقائے ہیں۔ اصطلاح میں اس سے مراد اسے حق سے اعرض ہے، خواہ وہ عورت کی طرف سے ہو یا مرد کی طرف سے۔

لیے ایک فطری حد مقرر کر دی ہے کہ یہ بستر کی علیحدگی چار مینے سے زیادہ نہ ہو۔ جو عورت اتنی نافرمان اور شوریدہ سر ہو کہ شوہر نا راض ہو کر اس کے ساتھ سونا چھوڑ دے اور وہ جانتی ہو کہ چار مینے تک یہ حالت قائم رہنے کے بعد شوہر از روے احکام اللہی اس کو طلاق دے دے گا، اور پھر بھی وہ اپنے نشوز سے باز نہ آئے، وہ اسی قابل ہے کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔ چار مینے کی مدت ادب سکھانے کے لیے کافی ہے۔ اس سے زیادہ مدت تک یہ سزا دینا غیر ضروری ہو گا۔ کیوں کہ اتنے دن تک اس کا نشوز پر قائم رہنا، یہ جانتے ہوئے کہ اس کا نتیجہ طلاق ہے، اس بات کی دلیل کے کہ اس میں ادب سکھنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے، یادِ حُسنِ معاشرت کے ساتھ کم از کم اس شوہر سے بناہیں کر سکتی۔ نیز اس سے وہ مقاصد بھی فوت ہونے کا اندریشہ ہے جن کے لیے ایک مرد ایک عورت کے ساتھ رشتہ مناکحت میں باندھا جاتا ہے۔ ممکن ہے ایسی حالت میں شوہر اپنی خواہشاتِ نفس پوری کرنے کے لیے کسی ناجائز طریقے کی طرف مائل ہو جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ عورت کسی اختیار فتنے میں مبتلا ہو جائے۔ یہ بھی اندریشہ ہے کہ جہاں میاں بیوی میں سے ایک اس قدر رضدی اور شوریدہ سر ہو وہاں زوجین میں موعد و رحمت قائم نہ ہو سکے گی۔

امام سفیان ثوری سے، **إِنَّهُمْ لَهُمْ فِي الْمُضَاجِعِ** کے معنی میں ایک دوسرا قول منقول ہے۔ وہ کلام عرب سے استدلال کر کے کہتے ہیں کہ **لَهُمْ** کے معنی، باندھنے کے ہیں۔ **لَهُمْ الْبَعْيَا** اسنا، بطلہ **صَاحِبَةِ الْهُبَابِ** جو اس رسی کو کہتے ہیں جو اونٹ کی پیٹھ اور ناگوں کو ملا کر باندھ جاتی ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا مقصود یہ ہے کہ جب وہ نصیحت نہ قبول کریں تو گھر میں ان کو باندھ کر ڈال دو۔ لیکن یہ معنی قرآن مجید کے منشاء سے بعید ہے۔ **فِي الْمُضَاجِعِ** کے الفاظ میں قرآن نے اپنے منشا کی طرف صاف اشارہ کر دیا ہے۔ **مُضْجَعٌ** سونے کی جگہ کو کہتے ہیں اور سونے کی جگہ میں باندھنا بالکل بے معنی بات ہے۔

دوسری سزا جس کی اجازت زیادہ شدید حالات میں دی گئی ہے، مارنے کی سزا ہے۔ مگر اس کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یقید لگادی ہے کہ ضرب شدید نہ ہوئی چاہیے:

إِنْرُبُوهُمْ إِنَّمَا عَنِينَكُمْ فِي الْمَغْرُوفِ **خَرَبًا غَيْرَ سُبَّاجٍ وَلَا بَضَّرِّ**
الْوَبَنِهِ وَلَا يَبْقِي، اگر وہ تمہارے کسی جائز حکم کی نافرمانی کریں تو ان کو ایسی مار مارو جو زیادہ تکلیف دہ نہ ہو۔ منه پر نہ مارے اور گالم گلوچ نہ کرے۔

یہ دوسرا کیمی دینے کا مرد کو اختیار دیا گیا ہے مگر جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، سزا اُس نافرمانی پر دی جاسکتی ہے جو مرد کے جائز حقوق سے متعلق ہو۔ نہ یہ کہ ہر جا وہے جا حکم کی اطاعت پر اصرار کیا جائے اور عورت نہ مانے تو اس کو سزا دی جائے۔ پھر قصور اور سزا کے درمیان بھی تناسب ہونا چاہیے۔ اسلامی قانون کے کلیات میں سے ایک کلیہ یہ بھی ہے کہ **فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلٍ مَا اعْتَدُوا عَلَيْكُمْ** (البقرہ ۱۹۳:۲) ”جو کوئی تم پر زیادتی کرے اس پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے کی ہے“۔ زیادتی کی نسبت سے زیادہ سزا دینا ظلم ہے۔ جس قصور پر نصیحت کافی ہے اس پر ترک کلام، اور جس پر ترک کلام کافی ہے اس پر **لَهُدِ الْمُضَاجِعِ**، اور جس پر **لَهُدِ الْمُضَاجِعِ** کافی ہے اس پر مارنا ظلم میں شمار ہوگا۔ مار ایک آخری سزا ہے جو صرف شدید اور ناقابل برداشت قصور پر ہی دی جاسکتی ہے اور اس میں بھی وہ حد ملوظ رکھنا ضروری ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی ہے۔ اس سے تجاوز کرنے کی صورت میں مرد کی زیادتی ہوگی اور عورت کو حق ہو جائے گا کہ اس کے خلاف قانون سے امداد طلب کرے۔ (حقوق الزوجین، ص ۳۵-۳۸)
